پروفیسر قاضی حلیم فضلی *

واقعہ معراج النبی ﷺ پر شبہات‘ اعتراضات اور جوابات

آیت مع ترجمہ:

سبحان الذی اسری بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حوله لنریه من اٰیاتنا انه هو السمیع البصیر۔ پاک ہے وہ ذات اللہ کی۔ جو اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے‘ خانہ کعبہ سے‘ مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔ جس کے اردگرد کو برکتوں سے نوازا گیا ہے۔ بندے کو اس لئے لے جایا گیا تا کہ اسے اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں دکھائے۔ بے شک اللہ کی ذات سننے والی اور دیکھنے والی ہے۔

قرآنی تفصیل:

معراج النبی ﷺ کے واقعہ معراج کے متعلق سورۂ بنی اسرائیل کی اس پہلی آیت میں مختصراً دو باتوں کا ذکر ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات نے ایک رات میں بندے کو بیت اللہ‘ مسجد حرام سے بیت المقدس‘ مسجد اقصیٰ کا سفر کرایا ہے دوسرا اس مقصد کا ذکر ہے کہ اسی بندے کو اس سفر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کی نشانیاں دکھائے۔

احادیث کی تفصیلات:

معراج کے واقعہ کے متعلق قرآن کریم میں اس سے زیادہ تفصیلات کا ذکر نہیں۔ البتہ اس واقعہ کی تمام دوسری تفصیلات احادیث کے ذریعہ ملتی ہیں۔ یہ واقعہ ۲۷ رجب کی رات کو ہجرت سے ایک سال پہلے مکہ معظمہ میں پیش آیا جب نبی کریم ﷺ کی عمر باون سال تھی۔ اور نبوت کے مرتبہ پر فائز ہوئے بارہ سال گزر چکے تھے۔ احادیث مبارکہ میں اس واقعہ کی جو تفصیل حضور ﷺ کی زبانی جن صحابہ کرامؓ نے بیان فرمائی ہے۔ ان کی تعداد اٹھائیس ہے۔ ان میں سات صحابہ کرامؓ وہ ہیں جو اس وقت مسلمان ہوئے تھے۔ اور انہوں نے اس واقعے کی تفصیل خود نبی کریم ﷺ سے لفظ بہ لفظ سنی ہے۔ مفصل ترین روایات حضورؐ کے خادمِ خاص حضرت انسؓ بن مالکؓ حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت ابو ہریرہ کی ہیں۔

---

* مدیر ماہنامہ ''القلم'' اوگی مانسہرہ (سرحد)

۱۔ ان صحابہ کرام کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق حضورؐ اس رات خانہ کعبہ میں حطیم کے اندر سوئے ہوئے تھے کہ تین فرشتے آئے اور حضورؐ کو اٹھا کر چشمہ زم زم کے پاس لے گئے۔ وہاں حضور ﷺ کا سینہ حضرت جبریلؑ نے گردن تک چاک کیا اور اندر زمزم کے پانی سے دھو کر صاف کیا' پھر ایک فرشتے نے ایک تھال پیش کیا جس میں حکمت و ایمان کی دولت تھی' اسے حضورؐ کے سینہ میں بھر دیا پھر سینہ مبارک کو سی دیا۔ جس کے بعد آپ کے سامنے سواری کا جانور پیش کیا جو قد میں گدھے سے بڑا اور خچر سے ذرا کم تھا۔ حضورؐ اس پر سوار ہوئے اس کی رفتار کا یہ عالم تھا کہ حدِ نگاہ تک اس کا ایک قدم پڑتا تھا۔ اس کی اسی برق رفتاری کے باعث اسے بُراق کہا جاتا ہے۔

۲۔ بُراق کا یہ سفر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ پر ختم ہوا۔ آپ ﷺ بیت اقصیٰ کے قریب اترے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا اسی وجہ سے اسے ہیکل سلیمانی کہا جاتا ہے۔ یہ مسجد مسلمانوں کا پہلا قبلہ بھی رہی تھی اور معراج کے وقت بھی قبلہ تھی اس مندرجہ آیت میں اس مسجد کے ماحول کو بابرکت کہا گیا ہے۔ بٰرَکنا حولہ' حضور ﷺ نے اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرمائی جس میں آپ کے پیچھے آدمؑ سے لے کر حضورؐ تک تمام انبیاء کرامؑ نے نماز ادا کی۔

۳۔ نماز کی ادائیگی کے بعد آپ ﷺ کے سامنے سیڑھی پیش کی گئی۔ عربی زبان میں سیڑھی کو معراج کہا جاتا ہے اور معراج بلندیوں کو بھی کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ جبرائیل کے ہمراہ اس سیڑھی کے ذریعے فلک الافلاک تک پہنچے۔ حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ اور اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے۔ آسمان کے مختلف طبقات سے گزرتے ہوئے مختلف انبیاء کرام سے ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ اور پھر اسی سیڑھی کے ذریعے آپؐ واپس مسجد اقصیٰ تک تشریف لے آئے۔ اور وہاں سے براق کے ذریعہ مکہ معظمہ واپس ہوئے۔

<u>معراج کی دوران تفصیلات:</u>

اس سفر کے دوران دوسری اہم باتوں کے علاوہ پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔ احادیث کی بکثرت روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے اس سفر میں آپ ﷺ کو جنت اور دوزخ کی سیر بھی کرائی گئی اور مختلف تمثیلات کے ذریعے خداوند تعالیٰ کے احکامات نہ ماننے والے گنہگاروں پر عذاب اور معتوب افراد کو بھی دکھایا گیا۔ احادیث کے ذریعہ یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ اس محیر العقول غیر معمولی واقعہ پر کفار مکہ کو حضور ﷺ کے ساتھ مذاق اور تضحیک کا ایک موضوع ہاتھ آ گیا تھا۔ جس کا چرچا کر کے وہ حضور ﷺ کی بعثت اور ان کی تعلیمات کو ناقابل اعتبار ٹھہراتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بہت سے مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کرنا چاہا اور آج بھی مادہ پرست فلسفیوں نے اس واقعہ میں مین میخ نکال کر عقل و فلسفہ کی بنیاد پر اس کی تردید و تاویل میں مصروف ہیں۔ چنانچہ ان کے اس وقت کے اعتراضات اور آج کے فلسفیوں کے شکوک و اشکالات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

<u>پہلا اعتراض اور جواب:</u> سب سے پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں اتنے اہم اور غیر معمولی

واقعہ کی تفصیل کیوں بیان نہیں ہوتی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اور اس سے متعلق احادیث میں بیان کردہ تفصیلات صرف احادیث کا حاشیہ اور اضافہ ہیں۔

جواب: یہ اعتراض جو بظاہر اہم معلوم ہوتا ہے اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ احادیث کی بیان کردہ تفصیلات قرآن کریم کے مختصر اظہار واقعہ کے خلاف نہیں ہیں بلکہ اس کی توضیح وتفصیل ہیں اور توضیحات وتفصیلات کسی واقعہ کے ظہور پذیر ہونے کا انکار یا تردید نہیں ہوتیں بلکہ تائید ہوا کرتی ہیں کیونکہ امر واقعہ جس ذات سے متعلق ووابستہ ہوتا ہے اس کی تفصیلات اسی کی زبانی سنیں جس نے بچشم خود ان تفصیلات کو دیکھا ہے اور جس پر وہ تفصیلات واقعۃً گزری ہیں۔ اس کی شہادت اور بیان واقعہ پر زیادہ اعتبار ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کی چہ میگوئیاں' اعتراضات ان کے قیاس وگمان پر مبنی ہیں اور ان کے ذاتی وذہنی شکوک وشبہات کا شاخسانہ ہیں۔

دوسرا اعتراض خواب یا بیداری؟

دوسرا اعتراض جو اعتراض نہیں بلکہ پہلے اعتراض سے بچنے کی ایک تاویل ہے کہ حضورؐ نے یہ سفر عالم خواب میں فرمایا ہے تا کہ واقعہ کے خلاف عقل ہونے کے اعتراض سے بچا جاسکے۔ اور بعض لوگوں نے اس اعتراض سے بچنے کے لئے اسے ایک روحانی مشاہدہ کہہ کر دامن چھڑا دیا ہے۔

جواب: ان تاویلات کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ عقل پرستوں کے اعتراضات سے بچنے کے لئے اس قسم کی تاویلات کی ضرورت نہیں کہ یہ روحانی مشاہدہ تھا یا عالم خواب میں یہ سفر کرایا گیا بلکہ معراج کا یہ واقعہ عالم بیداری میں ہوا ہے اور حضور ﷺ بذات خود جسمانی طور پر اس سفر پر لے جائے گئے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کے الفاظ خود اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ بیان کی ابتداء سبحان الذی اسریٰ بعبدہ خود بتاتی ہے کہ یہ واقعہ بہت بڑا اور غیر معمولی واقعہ ہے جو خداوند تعالیٰ کی غیر محدود طاقت اور قدرت سے ظاہر ہوا ہے۔ خواب یا کشف ہوتا تو غیر معمولی واقعہ نہ ہوتا۔ کیونکہ خواب میں تو ہر کوئی آسمانوں اور ہواؤں میں اڑتا رہتا ہے اور غیر معمولی خواب دیکھتا رہتا ہے' رہا کشف تو وہ بھی بڑے بڑے بزرگوں کو بیٹھے بٹھائے ہوتا رہتا ہے۔ اس مندرجہ بیان کی مندرجہ بالا تمہید بتاتی ہے۔ کہ اللہ کی ذات تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے وہ اپنی اس قسم کی قدرت اور طاقت دکھانے سے معذور نہیں بلکہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔

پھر قرآن کریم کا یہ فقرہ کہ ''وہ اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا'' خواب یا کشف کی صورت کے لئے موزوں نہیں۔ اگر خواب یا کشف کی صورت ہوتی تو کہا جاتا اپنے بندے کو خواب دکھایا یا بیٹھے بٹھائے روحانی سیر کرادی۔ بندے کو لے جانا کے الفاظ نہ کہے جاتے خواب یا کشف کے ذریعہ ایک رات میں یہ سب کچھ دکھاتا۔ غیر معمولی واقعہ بھی نہ ہوتا اور نہ مشرکین مکہ کو اعتراض ہوتا کہ ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا

سفر کئی دنوں کی بجائے ایک رات میں کیونکہ طے ہوا ثابت یہ ہوا کہ یہ محض ایک روحانی یا خوابی سفر نہ تھا نہ مشاہدہ تھا بلکہ جسمانی سفر اور کھلی آنکھوں کا مشاہدہ تھا جو خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضورؐ کو کرایا۔ خداوند تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر یقین رکھنے والے اگر ذرائع سفر کی جدید تیز رفتار سہولتوں کی عدم موجودگی کے باوجود اس سفر سے انکار نہیں کر سکتے۔ تو انہیں احادیث کی تفصیل کو بھی ماننا پڑے گا۔

اتنے طویل سفر کے ایک رات میں طے ہونے کے امکانات اور ناممکنات کی بحث تو وہاں پیدا ہوتی ہے جب معاملہ کسی مخلوق کے اپنے اختیار اور طاقت کا دعویٰ ہو۔ یعنی سفر کرنے والا خود دعویٰ کرے کہ میں نے سفر کیا اور ایک رات میں یہاں سے وہاں جا کر واپس آیا ہوں لیکن یہاں یہ دعویٰ وہ بندہ نہیں کرتا' یہ کہ خود خدا کہتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے کہ اپنے بندے کو لے گیا ہوں تو پھر اس بحث میں وہی لوگ پڑ سکتے ہیں جو خداوند تعالیٰ کو قادر مطلق نہ مانتے ہوں

<u>خدا کے ایک جگہ مقیم ہونے کا اعتراض:</u>

واقعہ معراج پر منکرین حدیث نے بھی اعتراضات کیئے ہیں کہ احادیث کے ذریعے اس واقعہ کی تفصیل محض اضافہ ہے جو قرآن کریم نے غیر مفصل اظہار واقعہ کے خلاف ہے اور اعتباری نہیں ہے۔ ان کے اس اعتراض کا جواب تو پہلے آ گیا ہے البتہ ان کے باقی دو اعتراضات وزن رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضور ﷺ کا اس واقعہ میں خدا کے حضور حاضر ہونے سے خداوند تعالیٰ کا ایک خاص مقام پر موجود ہونا اور مقیم ہونا لازم آتا ہے کہ بندے کی پیشی اس خاص مقام پر خدا کے سامنے ہوئی ہوگی۔ جبکہ خدا کی ذات مقام کی قید سے آزاد ہے اور ہر جگہ و ہر مقام پر موجود ہے۔ جواب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ذات بے شک لامحدود ہے۔ مگر جب اپنی مخلوق کے ساتھ اس کا معاملہ آتا ہے تو اپنی کمزوری کیوجہ سے نہیں بلکہ اپنی مخلوق کی کمزوری کی بنا پر اسے محدود ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً اسے مخلوق سے کلام کرنا پڑتا ہے تو محدود طریقہ اختیار کرتا ہے جسے بندہ سن سکے' سمجھ سکے' اسی طرح جب اسے اپنے بندے کو اپنی سلطنت کی عظیم الشان نشانیاں دکھانا ہوتی ہیں تو اسے وہیں لے جاتا ہے جہاں پر نشانیاں موجود ہوتی ہیں کیونکہ بندہ ساری کائنات کو نہیں دیکھ سکتا جسے خدا دیکھ سکتا ہے' خدا کو کسی چیز کے دیکھنے کے لئے جانے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے بندے کو ہوتی ہے یہی معاملہ خدا کے سامنے بندے کے پیش ہونے کا ہے خالق خود کسی مقام پر متمکن نہیں مگر بندہ اس کی ملاقات کے لئے کہ وہ مقام کا محتاج ہے جہاں خداوند تعالیٰ اپنی تجلیات مرکوز کرے۔

منکرین حدیث کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حضور ﷺ کو بہت سے ایسے لوگ دکھلائے گئے جو مبتلائے عذاب تھے' حالانکہ کسی کے جنتی اور دوزخی ہونے اور اس کی جزا و سزا کے فیصلے کا دارومدار قیامت پر موقوف ہے تو قیامت سے پہلے کہ جو ابھی قائم نہیں ہوئی۔ ان کے جرائم کے مقدمات ابھی پیش ہی نہیں ہوئے تو پہلے ہی ان سزاؤں میں کیوں مبتلا دکھایا گیا۔ جواب یہ ہے کہ معراج پر جو بہت سے مشاہدات حضور ﷺ کو دکھلائے ہیں وہ حقیقتوں کو تمثل کر کے تمثیلی

انداز میں دکھائے گئے ہیں برے اعمال کی تمام سزائیں تمثیل کے انداز میں ہیں حقیقت نہیں ہیں۔

مثلاً ایک فتنہ انگیز بات کو چھوٹے سے سوراخ یا شگاف سے موٹے تازے بیل کی صورت دکھایا گیا ہے کہ فتنہ انگیز بات جب ایک بار منہ سے نکل جاتی ہے تو انسان اس کے نتائج کو لاکھ روکنا چاہے نہیں روک سکتا۔ اس کے اثرات و نتائج کو ہزار کوششوں کے باوجود نہ سمیٹا جاسکتا ہے نہ چھپایا جاسکتا ہے۔

ان تمثیلات میں بعض لوگ ایسے دکھائے گئے جو تازہ و نفیس گوشت کے قریب ہوتے ہوئے بھی بدبودار سڑا ہوا گوشت کھاتے ہوئے دکھائے گئے۔ جو اس حقیقت کی عکاسی ہے کہ زنا کا ہر مرد اور عورتیں جائز و حلال پاک مردوں کو بیویوں کے ہوتے ہوئے زنا کاری کے مرتکب ہوتے ہیں جو سڑے ہوئے بدبودار اور غلیظ گوشت کھانے کے برابر ہے

اسی طرح خدا کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں اور زکوۃ کی ادائیگی نہ کرنیوالوں کو جنگلی گھاس، پتھر اور انگارے کھاتے ہوئے دکھایا گیا ہے کہ وہ زکوۃ اور صدقات کے بغیر اپنے مالوں کو ان اشیاء کی طرح کھائیں اور انہیں وہاں پتھروں اور انگاروں کو کھانے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

واقعہ معراج پر اعتراض کی بنیاد

اس واقعہ معراج پر بعض عقل پرستوں، منکرین حدیث اور فلسفہ دانوں نے جو مندرجہ بالا اعتراضات کئے ہیں بعض علماء کرام نے ان کی تاویلات فرمائی ہیں وہ اس بنیادی حقیقت کو نہیں سمجھتے یا اس پر غور نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ لوگوں کو خداوند تعالیٰ، اس کی بے پناہ اور لامحدود قدرتوں کو اپنے علم اور اختیارات پر قیاس کر کے ان دیکھی حقیقتوں کے بارے میں لوگوں کی اور اپنی گمراہی کا سامان فراہم کرتے ہیں اور لوگوں کے ایمان کو متزلزل کرتے ہیں۔

بنیادی حقیقت اور ہمارے ایمان کا ذریعہ:

خدا پر ہر آدمی کے ایمان کا سب سے بڑا ذریعہ خداوند تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اور منتخب کئے ہوئے وہ خاص بندے ہیں جنہیں ان کے دور اور زمانے کے لوگ ان میں زندگی گزارنے کے باعث جانتے اور پہچانتے ہیں۔ ان کا کردار ان کی دیانت، ان کی صداقت، ان لوگوں اور اپنے زمانے میں مصدقہ اور مسلم ہوتی ہے اور کسی کو بھی نعوذ باللہ من ذالک ان کے جھوٹے دھوکے باز اور فریبی ہونے کا ثبوت تو بڑی بات ہے۔ ان کا کوئی عمل کوئی قول اور کوئی واقعہ باوجود شدید مخالفتوں کے ایسا نہیں ملتا کہ جس کی بنیاد پر وہ ان کے دعوئی نبوت اور ان کے متعلق خدا کے انتخاب پر انگلی رکھنے کا موقع مل سکے۔ پھر وہ منتخب افراد، انبیاء کرام، جن باتوں کی تعلیم دیتے ہیں، ان پر نہ صرف خود عمل کر کے دکھاتے ہیں بلکہ ان تعلیمات پر عمل کرنے والوں کی زندگیوں میں خوشگوار انقلاب آجاتا ہے۔ برائیوں کی بجائے نیکیاں پھیلتی اور پھولتی ہیں، سوسائٹی کے بگاڑ و فساد میں امن و اصلاح آجاتی ہے۔ معاشرے میں امن و سکون پیدا ہوتا ہے۔ وہ جن تاریخی واقعات کا حوالہ دیتے ہیں وہ سچے اور درست ہوتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی خوشنودی، اس کی تائید و حمایت انکی

انفرادی واجتماعی زندگیوں میں دیکھی اور محسوس کی جاتی ہے اور خود بھی روحانی ترقیوں کے باعث نبوت اور اسکی تعلیمات کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے کذالک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض لیکون من الموقنین ۔ اسی طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت کی سیر کرائی گئی تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے بن جائیں۔ خود حضور ﷺ کو جو مشاہدہ کرایا گیا۔ اسکی تائید سورۃ والنجم سے ہوتی ہے۔ وَمَاضلَّ صاحبکم وما غویٰ ان کے صاحب حضورؐ نہ تو گمراہ ہیں اور نہ باغی ہیں۔ علمه شدِیدُ القویٰ ۔ ان کی تعلیمات شدید قوتوں والے رب نے انہیں دی ہیں۔ ذو مرہ فاستویٰ ۔ وہ آپ طاقت اور حکمت والا ہے جو اپنے جسم میں نظر آیا۔ وھو بالافق الاعلیٰ وہ رب آسمان کے دو کناروں پر تھا۔ ثم دنا فتدلیٰ ۔ پھر وہ اس کے قریب بڑھے اور آگے ہوئے۔ فکانَ قاب قوسَین اَو اَدنیٰ۔ اتنے قریب کہ درمیانی فاصلہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم رہ گیا۔ ما کذب الفؤاد ما رأی ۔ اور جو کچھ اس نے دیکھا اس کے دل وشعور نے اسے جھوٹ نہ جانا۔ اَفتمرُ ونه علیٰ مَایَریٰ ۔ کیا تم ان حقیقتوں کے بارے میں اس سے جھگڑتے ہو یا اختلاف کرتے ہو جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ لقد رای من آیات ربّه الکُبریٰ انہوں نے اپنے پروردگار کی کتنی بڑی نشانیاں دیکھی ہیں۔

چنانچہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور بالخصوص معراج کے متعلق حضور ﷺ کی تمام تفصیلات اسی بنیادی حقیقت اور خداوند تعالیٰ کی بتائی ہوئی مشاہداتی تفصیلات میں جو جاگتے ہوئے جسمانی مشاہدے سے تعلق رکھتی ہیں اب جو لوگ حضورؐ کی بتائی ہوئی ان تفصیلات میں شک وشبہ میں مبتلا ہو کر تاویلات سے کام لیتے ہیں۔ یا سر سے واقعہ معراج کا انکار کرتے ہیں۔ ہم انہیں اسی سورۃ النجم کی قرآنی آیات سے جواب دیتے ہیں۔ فاعرض عن من تولیٰ عن ذکرنا ولم یرد الاالحیوۃ الدنیا ۔ ذالک مبلغهم من العلم ۔ ان ربک هو اعلم بمن ضل عن سبیله وهو اعلم بمن اهتدیٰ ۔ (النجم ۳۰۲) وما لهم به من علم ان یتبعون الاالظن وان الظن لایغنی من الحق شیا (۲۸) اے نبی جو شخص ہمارے ذکر سے منہ موڑتا، تسلیم نہیں کرتا۔ اور دنیا کی زندگی کے جسے کچھ مطلوب نہیں۔ اسے ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ان لوگوں کا مبلغ علم میں یہی کچھ ہے۔ یہ بات تیرا رب جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ میں بھٹک گیا ہے۔ اور کون سیدھے راستے پر ہے۔

اس معاملے میں ان کو کوئی علم حاصل نہیں ہے وہ محض اپنے وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور ظن وگمان حق کی جگہ نہیں لے سکتا۔ وما علینا الا البلاغ